البیان
جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ یونس

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

وَلَوۡ یُعَجِّلُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسۡتِعۡجَالَہُمۡ بِالۡخَیۡرِ لَقُضِیَ اِلَیۡہِمۡ اَجَلُہُمۡ فَنَذَرُ الَّذِیۡنَ لَا یَرۡجُوۡنَ لِقَآءَنَا فِیۡ طُغۡیَانِہِمۡ یَعۡمَہُوۡنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الۡاِنۡسَانَ

(یہ عذاب مانگتے ہیں[۱۶]) اگر اللہ لوگوں کے لیے عذاب کے معاملے میں بھی اُسی طرح جلدی کرتا، جس طرح وہ اُن کے ساتھ رحمت میں جلدی کرتا ہے[۱۷] تو اُن کی مدت پوری کر دی گئی ہوتی۔ سو ہم اُن لوگوں کو جو ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے، اُن کی سرکشی میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتے ہیں[۱۸]۔

۱۶؎ یعنی جب آیاتِ الٰہی کو جھٹلانے کے انجام سے اِن لوگوں کو ڈرایا جاتا ہے تو فوراً مطالبہ کرتے ہیں کہ تم سچے رسول ہو تو جس عذاب کی دھمکیاں سناتے ہو، اُس کی کوئی جھلک دکھا کیوں نہیں دیتے؟ آگے اِسی مطالبے کا جواب ہے۔

۱۷؎ اصل میں 'اسۡتِعۡجَالَہُمۡ بِالۡخَیۡرِ' کے الفاظ آئے ہیں۔ اِن میں 'اِسۡتِعۡجَال' 'تعجیل' کے معنی میں اور اپنے مفعول کی طرف مضاف ہے۔ اِس کی وجہ وہی ہے جو زمخشری نے ''الکشاف'' (۲/۳۱۶) میں بیان کر دی ہے کہ 'تعجیلہ لھم الخیر' کی جگہ یہ الفاظ سرعتِ اجابت پر دلالت کے لیے آ گئے ہیں۔

۱۸؎ اِس لیے کہ عذاب سے پہلے اِنھیں زیادہ سے زیادہ مہلت مل جائے اور جب گرفت کی جائے تو یہ کوئی عذر نہ

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

الضُّرُّ دَعَا نَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ

(حقیقت یہ ہے کہ اِنھیں کوئی عذاب دکھا بھی دیا جائے تو ایمان نہ لائیں گے۔ اِس لیے کہ) انسان کا حال یہ ہے کہ جب اُس پر کوئی سخت وقت آتا ہے تو لیٹے اور بیٹھے اور کھڑے وہ ہم کو پکارتا ہے۔ پھر جب اُس کی تکلیف ہم ٹال دیتے ہیں تو اِس طرح چل دیتا ہے گویا جو تکلیف اُسے پہنچی، اُس میں کبھی اُس نے ہم کو پکارا ہی نہ تھا۔ حد سے گزرنے والوں کے لیے اُن کے اعمال اِسی طرح خوش نما بنا دیے گئے ہیں۔۱۱-۱۲

تم سے پہلے کی قوموں کو ہم نے (اِسی طرح) ہلاک کر دیا، جب اُنھوں نے ظلم کا ارتکاب کیا[19]۔ اُن کے رسول اُن کے پاس کھلی کھلی نشانیاں لے کر آئے اور اُنھوں نے ایمان لا کر نہیں دیا۔ ہم مجرموں کو اِسی طرح (اُن کے جرائم کا) بدلہ دیتے ہیں۔ اب اُن کے بعد ہم نے زمین میں اُن کی جگہ تمھیں دی ہے تاکہ دیکھیں تم کیسے عمل کرتے ہو۔۱۳-۱۴

(لیکن اِن کا حال بھی وہی ہے، اے پیغمبر۔ چنانچہ) جب ہماری کھلی ہوئی آیتیں اِنھیں پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو جن لوگوں کو ہماری ملاقات کا کھٹکا نہیں ہے، وہ کہتے ہیں کہ اِس کے بجاے کوئی اور

پیش کر سکیں۔

۱۹؎ یعنی پیغمبر کی طرف سے اتمام حجت کے باوجود اُسے ماننے سے انکار کر دیا۔ قرآن کی اصطلاح میں یہی ظلم ہے جس کے نتیجے میں قوموں پر اللہ کا عذاب آتا رہا ہے۔ قرآن نے آگے اِس کی وضاحت کر دی ہے۔

هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ قُلْ مَايَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى
اِلَيَّ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا
تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿١٦﴾
فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٧﴾

قرآن لاؤ یا اِس میں ترمیم کر دو۔[۲۰] کہہ دو، (یہ خدا کا کلام ہے)، مجھے کیا حق ہے کہ میں اِس میں اپنی طرف سے کوئی ترمیم کروں۔ میں تو صرف اُس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پاس آتی ہے۔ اگر میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کروں تو ایک بڑے ہول ناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ کہہ دو، اگر اللہ چاہتا تو نہ میں یہ قرآن تمھیں سناتا، نہ اللہ اِس کی خبر تمھیں دیتا۔ (یہ اُسی کا فیصلہ ہے)، میں تو اِس سے پہلے ایک عمر تمھارے درمیان گزار چکا ہوں۔ (میں نے کب اِس طرح کی کوئی بات کبھی کی ہے)؟ پھر کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟[۲۱] سو اُس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہو گا جو اللہ پر جھوٹ بہتان باندھے یا اُس کی آیتوں کو جھٹلا دے۔[۲۲] حقیقت یہ ہے کہ اِس طرح کے مجرم کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔[۲۳] ۱۵-۱۷

۲۰؎ یعنی قرآن کو آپ کی تصنیف سمجھتے اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اُس میں ایسی ترمیم کر دی جائے جس کے بعد وہ اُن کے دینی تصورات کے مطابق ہو جائے۔ اِس وقت جو قرآن پیش کیا جا رہا ہے، وہ اُنھیں گوارا نہیں ہے، اِس لیے کہ وہ نہ اُن کے مشرکانہ عقائد کے ساتھ کسی مصالحت کے لیے تیار ہے اور نہ دین داری کے اُن رسوم کو کوئی اہمیت دیتا ہے جنھیں وہ اپنا سرمایۂ فخر بنائے ہوئے ہیں۔

۲۱؎ اوپر جو کچھ فرمایا ہے، یہ اُس کی ایسی زبردست دلیل ہے کہ کوئی سلیم الطبع انسان اِس کو جھٹلانے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ مطلب یہ ہے کہ تم نے کب دیکھا ہے کہ میں اُن مباحث میں دل چسپی لے رہا ہوں یا اُن کے بارے میں کچھ خیالات و افکار کا اظہار کر رہا ہوں یا اُن کی ترتیب و تدوین کے لیے مشق و مزاولت میں مصروف ہوں یا اُن سے متعلق کسی علم و فن کا اکتساب کر رہا ہوں جو اِس وقت قرآن کی سورتوں میں پے در پے زیر بحث آ رہے ہیں؟ پورے چالیس سال میں نے تمھارے درمیان گزارے ہیں۔ میری باتوں اور میری حرکات و سکنات میں تم نے کب

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا
عِنْدَاللّٰهِ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَايَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا

(یہ اِس وقت بھی جھوٹ باندھ رہے ہیں۔ چنانچہ) اللہ کے سوا اُن کی پرستش کر رہے ہیں جو اِن کو نہ نقصان پہنچا سکیں، نہ نفع اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں۔ (اِن سے) کہو، کیا تم اللہ کو اُس بات کی خبر دیتے ہو جسے وہ نہ آسمانوں میں جانتا ہے، نہ زمین میں[۲۴]۔ وہ پاک اور برتر ہے اُن چیزوں سے جنھیں یہ شریک ٹھیراتے ہیں[۲۵]۔ (اپنے اِس شرک کے لیے یہ باپ دادوں کا حوالہ نہ دیں۔

ایسی کوئی چیز محسوس کی ہے جسے اُس دعوت کی تمہید کہا جا سکے جو میں اِس وقت پیش کر رہا ہوں؟ جو کچھ میں آج کہہ رہا ہوں، اُس کے نشو و ارتقا کے کوئی نشانات تم نے کبھی میری زندگی میں پائے ہیں؟ تم جانتے ہو کہ انسانی دماغ اپنی عمر کے کسی مرحلے میں بھی ایسی کوئی چیز پیش نہیں کر سکتا جس کے نشو و ارتقا کے نشانات اُس سے پہلے کے مرحلوں میں نہ پائے جاتے ہوں؟ تم کہتے ہو کہ میں خدا پر جھوٹ باندھ رہا ہوں۔ اِس سے پہلے کسی جھوٹ، فریب، جعل یا مکاری و عیاری کا کوئی ادنیٰ شائبہ تم نے کبھی میری سیرت و کردار میں دیکھا ہے؟ آج تک تم مجھے صادق اور امین سمجھتے رہے ہو۔ اب کس طرح کہہ رہے ہو کہ وہی صادق اور امین راتوں رات برخود غلط، لپاٹیا اور مفتری بن گیا ہے۔ خدا کے بندو، تم عقل سے کام کیوں نہیں لیتے؟

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

۲۲؎ یعنی اگر یہ خدا کی آیات نہیں ہیں اور میں اِنھیں خود تصنیف کر کے آیاتِ الٰہی کی حیثیت سے پیش کر رہا ہوں تو مجھ سے بڑا کوئی ظالم نہیں ہے، اور اگر میں سچا ہوں اور تم خدا کی آیات کو جھٹلا رہے ہو تو پھر تم سے بڑا کوئی ظالم نہیں ہے۔

۲۳؎ یعنی دنیا میں تو ہو سکتا ہے کہ اُن کی یہ باتیں چل جائیں، لیکن خدا کے حضور میں کبھی فلاح نہیں پائیں گے۔

۲۴؎ یہ نفی الشئ بنفی لازمہ کا اسلوب ہے، جس طرح امرؤالقیس ایک صحرائی راستے کی تعریف میں کہتا ہے کہ 'لا یھتدی بمنارہ'۔ مطلب یہ ہے کہ تمھارے اِن شریکوں کا کوئی وجود ہوتا تو سب سے زیادہ اُس کو پتا ہوتا جس کی خدائی میں اِنھیں شریک کر رہے ہو۔ پھر جب اُس کو پتا نہیں تو خود اندازہ کر سکتے ہو کہ خدا پر کتنا بڑا جھوٹ باندھ رہے

کَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيمَا فِيهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾

حقیقت یہ ہے کہ) لوگ ایک ہی امت تھے،[۲۶] اُنھوں نے بعد میں اختلاف کیا ہے اور اگر تیرے پروردگار کی طرف سے ایک بات پہلے طے نہ کر لی گئی ہوتی[۲۷] تو اُس چیز کا فیصلہ کر دیا جاتا جس میں یہ اختلاف کر رہے ہیں۔۱۸-۱۹

ہو۔

۲۵۔ اِس لیے کہ نہ اُس کی صفات سے اِن چیزوں کو کوئی مناسبت ہے اور نہ اُس کی صفات میں کوئی تضاد مانا جا سکتا ہے۔

۲۶۔ یعنی خدا نے انسانیت کی ابتدا دین فطرت سے کی تھی۔ اُس وقت تمام انسان توحید کے ماننے والے تھے۔ انسانیت کی ابتدا شرک سے نہیں ہوئی۔ یہ نجاست تو انسان کے عقائد کو بہت بعد میں لاحق ہوئی ہے۔

۲۷۔ یعنی یہ بات کہ اختلافات کا حتمی فیصلہ قیامت کے دن سنایا جائے گا۔ اُس سے پہلے اُنھیں گوارا کیا جائے گا تاکہ لوگوں کے عقل و فہم اور ضمیر و وجدان کو آزمایش میں ڈال کر اُنھیں جنت کے لیے منتخب کیا جائے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com